یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے روز مطبع اہلحدیث امرتسر سے چھپکر شائع ہوتا ہے

Registered L. No 352.

اخبار
اہلحدیث
امرتسر (پنجاب)

جلد ۴ نمبر ۴۲

امرتسر - یوم جمعہ - ۱۳ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۵ ہجری القدس مطابق ۲۳ - اگست سنہ ۱۹۰۷ء

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمت کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہر حال پیشگی آنی چاہیئے۔

(۲) بیرنگ خطوط و غیرہ واپس ہونگے۔

(۳) نامہ نگاروں کی خبریں اور مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے۔

شرح قیمت

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ عـــہ

والیان ریاست سے " " ـــہ

رؤسا و جاگیرداروں سے " للعہ

عام خریداروں سے " عـــہ

" " ششماہی ـــہ

ممالک غیر سے " ۳ شلنگ

" " سالانہ ۵ شلنگ

اُجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے

جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مطبع اہلحدیث امرتسر ہونی چاہیئے۔

منکرین حدیث کی نیرنگیان

گذشتہ سے پیوستہ

گذشتہ پرچہ میں ہم نے اس مضمون کی تمہید

لکھکر تبلایا تہا کہ اہل فقہ اور اس کے نامہ نگاروں کی پارٹی کس قدر حدیث کی عزت اور عظمت کرتے ہیں اور کیسی بے دردی کے ساتھ احادیث میں تعارض پیدا کر کے متعارضانہ حالت ہی میں چھوڑ جاتے ہیں اصل مقصود انکا یہی ہوتا ہے کہ جس طرح بن پڑے احادیث میں تعارض ثابت کیا جائے تاکہ عوام لوگ احادیث نبوی سے بدگمان ہو جائیں در حقیقت یہ بھی حدیث سے ایک قسم کا انکار ہے - گو زبان سے اقرار کیا جائے -

خیر اس کے بعد ہم آپ کے اصل مضمون کا جواب دیتے ہیں -

آپ نے بعد کوشش جابر کا ایک قول اور ایک مرفوع حدیث عزل[1] کی متعلق نقل کر کے لکہا تہا کہ ان دونوں میں تعارض ہے - (مفصل دیکھو اہلحدیث مورخہ ۲۴ مئی) جس کے جواب میں کہا گیا تہا کہ جابر کا قول تو خود انکا فہم اور درایت ہے جو بحکم اصول درایت حجت نہیں - اس کے جواب میں چاہیئے تو یہ تہا کہ اس امر کی تکذیب کرتے کہ

یہ اصل نہیں ہے مگر ایسا تو وہ کرے جسکو کسی مسئلہ کا تحقیق کرنا عالمانہ طریق سے مقصود ہو وہ علمی اصل سے واقف بہی ہو - مگر جسکو یہ غرض نہو اور نہ وہ واقف ہو لیکن مضمون لکہنے اور حدیث نبوی کی توہین کرنے کا اسکو شوق چرایا جاتا ہو - تو بیچارہ کیا کرے - اسلئے آپ نے خیریت سے اسکا جواب یوں دیا - آپ لکہتے ہیں :-

"یہی ہمارا مدعا تہا سو الحمد للہ آپ نے خود ہی بخاری شریف کی حدیثوں میں بقول آپ کے روایات میں تعارض و تخالف مان لیا اور تصریح کردی کہ بخاری شریف کی تمام حدیثیں ہرگز واجب العمل نہیں اس لئے کہ بخاری شریف میں بقول آپکے ڈہکوسلے اور خیالی باتیں جو کسی وجہ سے حجت شرعی نہیں ہو سکتیں بکثرت مرقوم و مسطور ہیں جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث سے تو عزل کا جواز معلوم ہوتا اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں اسی کو ذرا خفیف طرح سے منع کیا گیا ہے - سچ فرمائے کہ ع من چہ گویم و طنبورہ من چہ می سراید " کا مضمون اس جگہ درست اور راست آتا ہے یا نہیں " (اہل فقہ - ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء)

جواب :- بہائی تمکو کس نے مجبور کیا تہا کہ تم ایسے مشکل مضامین لکہنے کی جرأت کرد کیوں اپنی اور اپنی پارٹی کی عزت کہوتے ہو - یہ مانا کہ تمہیں کوئی اور مشغلہ نہیں اور تم جانتے ہو

[1] جماع کیوقت انزال منی فرج سے باہر کرنے کو عزل کہتے ہیں (منہ)

کو بیگار بیکار سی بیلی ہے۔ مگر کیا آپ کو شطرنج - چوپٹ وغیرہ اشغال نہیں رہے کہ دینی امور میں تم لوگ خواہ مخواہ دست اندازی کرتے ہو حالانکہ تم لوگوں نے اپنی عمر کا کوئی حصہ تحصیل علوم دینیہ پر نہیں لگایا - بلکہ اپنے فرقے کے مولویوں کے اُردو رسالے تمہارا مایۂ ناز ہیں تمہاری حالت کیسی قابل رحم ہے اسلام کی حالت تم سے بھی زیادہ قابل رحم ہے کہ ہر ایک کہ دمہ جسکو نہ علم ہے نہ دیانت ہو نہ راست بازی نہ راست گوئی ہے وہ بھی اسلام کی حمائت اور اصلاح پر آمادہ ہوتا ہے - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٭

بھائی صاحب! خدا تمکو فہم و فراست عطا کرے - معلوم ہوا کہ آجتک تم نے سمجھ رکھا ہے کہ علماء اہل سنت خصوصاً اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ صحیح بخاری میں جو کچھ بھی ہے سب واجب العمل ہے خواہ حدیث مرفوع ہو یا موقوف - خواہ کسی صحابی یا تابعی کا قول - مجتہد کا اجتہاد ہو یا محدث کا قول - بھائی واللہ اگر یہ تمہارا خیال ہے جیسا کہ تمہاری تحریر سے ثابت ہوتا ہے تو (سَآءَ مَا تَحْكُمُوْنَ) بڑا غلط خیال ہے بلکہ علماء کا یہ دعوےٰ ہے کہ صحیح بخاری میں جو احادیث مرفوعہ یا اقوال موقوفہ مروی ہیں وہ اقوال و احادیث اپنے مروی عنہ تک صحت کے ساتھ پہونچتی ہیں - مثلاً ایک روایت بخاری میں یوں ہے کہ قال رسول اللہ (آنحضرت نے فرمایا) - ایک میں قال مالک (امام مالک نے یوں کہا) - تو بخاری کے راویوں کی دیانت اور راست گوئی کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں اپنے مروی عنہ تک پہونچتی ہیں - یعنی پہلی روایت آنحضرت تک پہونچتی ہے اور دوسری امام مالک تک - اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ان دونوں کو ہم یوں سمجھینگے کہ گویا ہم نے ان کو انکے اصل مروی عنہ یعنی آنحضرت سے اور امام مالک سے خود سنا - رہی یہ بات کہ جس طرح حدیث مرفوع یعنی قول نبوی سند اور شرعی دلیل ہے اسی طرح امام مالک کی بات بھی حجت شرعی ہے ایسا نہیں ہرگز نہیں - ایسا تو اُس صورت میں ہو سکتا ہے جب امام مالک کو بھی وہ رتبہ حاصل ہو جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے - لیکن جس صورت میں امام کی زندگی میں خود آن سے ایک بات سنکر ہم انکو حدیث نبوی کے برابر سند اور حجت شرعی نہیں بنا سکتے تو بخاری کے روایت کرنے سے اُس میں یہ قوت کہاں سے آجائیگی؟ ایسے علمی جھوٹوں کو ڈھکوسلے کہنا انہی لوگوں کا کام ہے جنکا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں - اسی لئے میں نے تمکو ایک قلمی خط میں لکھا تھا کہ تمکو احادیث نبویہ کی بابت جسقدر شکوک ہوں تم میرے پاس آکر ہفتہ دو ہفتے رہو اور تسکین کر جاؤ مگر تمہیں مضامین لکھنے کا شوق چرا جاتا ہے - بہتر اپنا شوق پورا کرو - ایک وقت آنیوالا ہے کہ کہا جائیگا اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا - آگے چلو - آپ فرماتے ہیں:-

"مولانا صاحب! اسی قسم کے انحراف کی روایات آپ کے اجلہ علماء نے ذات شریف کو جماعت اہلحدیث سے خارج کر دیا تھا - جیسا کہ رسالہ اربعین غزنویہ و آخر الیقین کے دیکھنے سے بوجہ احسن ہماری دعا کی تائید ہوتی ہے اور اب تک تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى الخ کے مصداق بنے ہوئے ہیں"

جواب - افسوس اس میں آپ نے اپنی دیانت اور راست بازی کو بٹہ لگایا - مگر تم منفرد نہیں تمہارا بڑا بھائی سراج الاخبار کا اڈیٹر بھی تم سے پہلے یہی راگنی الاپ چکا ہے آخر تم ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہو - بخاری پر طعن قائم ہو جائے چاہے سینکڑوں جھوٹ بولنے پڑیں - اب سنو اصل واقع - آپ کو معلوم ہے کہ اصل قصہ یہ ہے - بعض علماء امرتسر نے کسی خاص غرض اور وجہ سے میری عربی تفسیر پر ایک فتوے مرتب کیا کہ مصنف تفسیر اہل سنت سے خارج ہے انکا میں نے جواب لکھا تو فتوے مذکورہ کے مفتیوں میں سے اکابر علماء نے لکھا کہ مصنف اہل سنت سے خارج نہیں اس کے بعد میں برگزیدہ علماء منصف منتخب ہوئے انکا بھی متفقہ فیصلہ ہے جو شائع ہو چکا ہے کہ مصنف اہلحدیث سے خارج نہیں - کہئے اسکا نتیجہ یہ ہو جو نتیجہ پیدا کیا ہے تعف ہے ایسے جھوٹ پر اور ..... ہے ایسی راست گوئی پر - علاوہ اس کے وہ نزاع تو تفسیر کے چند مقامات پر تھا نہ کہ اس بات پر جو جناب نے اختراع کی ہے - آگے چلو - آپ لکھتے ہیں:

"لیجئے اب ہم آپ کی اس چالاکی کا بخیہ بھی ادھیڑ کر دکھاتے ہیں - ہمارا دعویٰ ہے کہ بخاری شریف کی دونوں حدیثیں اول موقوف ثانی مرفوع جواز عزل پر صاف دلالت کرتی ہیں اور مسلم شریف کی حدیث جو جدامہ بنت وہب سے مروی ہے انکو منع کا حکم دینے کی وجہ سے دونوں حدیثوں کے مخالف و معارض ہے اور ہم اس تعارض و تخالف کو بحول اللہ و قوتہ دلائل قاہرہ و براہین باہرہ سے ثابت کرتے ہیں -

دلیل اول - اگر بخاری کی حدیث اول میں عزل کی اجازت اور ثانی میں ممانعت ہوتی تو حضرت بخاری صاحب عزل کے منع ہونیکا علیحدہ باب باندھتے جیسا کہ محدثین علیہم الرحمۃ کا دستور ہے واذ لیس فلیس"

جواب - ؎ ناصح نہ دو خدا کیلئے پند بے جنوں + دیگا تمام عقل کے بخیئے اُدھیڑ تو -

ناظرین! ذرہ راقم مضمون کے دعوٰے کو خوب یاد کر کے بتلادیں کہ ایسا دعوٰے کسی ایسے شخص سے ہو سکتا ہے جو حدیث نبوی کو مانتا ہو؟ خیر بہرحال آپ کچھ ہی ہوں ہمیں تو آپ کے جواب دینے سے غرض ہے - پس غور سے سنئے!

آپکا دعوٰے بخاری مسلم کی حدیثوں میں تخالف اور تعارض ہونے کا ہے اور ہ

نماز از ... ہندوؤں - آریوں - عیسائیوں اور مسلمانوں کی نمازوں کا مقابلہ - قیمت ۲ ر - ملنے کا پتہ ...

ahmadimuslim.de

تو شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ دعوے ذات البین یعنی اُس کی دو جانبیں ہیں۔ ایک طرف بخاری دوسری طرف مسلم۔ پس یہ دلیل آپکی ناقص ہے کیونکہ اس سے یہ دعوے ثابت ہونا غائت سے غائت اگر آپکی اس دلیل کو مان لیا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ بخاری کی دونوں حدیثیں جواز عزل پر دلالت کرتی ہیں لیکن اس بیان سے آپکے دعوٰی کو کیا نسبت آپکو یاد نہیں یا معلوم نہیں کہ آپ کا دعوے صحیحین میں تعارض بتلانیکا ہے نہ کہ جواز عزل کا۔ انصاف سے کہنا جو شخص ان دونوں دعووں میں تمیز نہ کر سکے اُسکا بھی منہ ہے کہ احادیث نبویہ پر اعتراض کرے؟

آئیے! اب ہم آپ کو اصلیت بتلا دیں۔ امام بخاری نے جو باب باندھا ہے نہ اُس میں جواز کا لفظ ہے نہ منع کا۔ بلکہ صرف یہ لفظ ہیں **باب العزل** اس باب میں امام بخاری پہلے جابر کا قول لائے ہیں کہ ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اُترتا تھا جس سے جابر نے از خود نتیجہ نکالا ہے کہ عزل جائز ہے اسی کو ہم نے کہا تھا۔ یہ خیال نہ تو حدیث ہے نہ آیت ہے بلکہ صرف جابر کا اپنا فہم ہے اس قول کے بعد امام بخاری مرفوع حدیث لائے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جب لوگوں نے عزل کرنے کی بابت پوچھا تو حضور نے ذرہ خفگی کے لہجہ میں فرمایا اوانکم لتفعلون قالہا ثلاثا یعنی تین دفعہ حضور نے فرمایا کیا تم عزل کرتے ہو۔ اس کے بعد اس کے عبث اور فضول ہونے کی طرف اشارہ فرمایا مامن نسمۃ کائنۃ الی یوم القیٰمۃ الا ہی کائنۃ یعنی جس غرض سے تم عزل کرتے ہو کہ عورت حاملہ نہ ہو وہ پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس جان کی بابت قدرت نے پیدا ہونے کا فیصلہ کیا ہے وہ پیدا ہو کر ہی رہیگی۔

غور کیجئے کہ یہ الفاظ عزل کے جواز پر دلالت کرتے ہیں یا بے سود اور فضول ہونے پر۔ ان الفاظ میں تو حضور نے نہایت ہی حکیمانہ انداز سے عزل کو منع فرمایا ہے ہاں ہم مانتے ہیں کہ اتنی شدت اور کھلے لفظوں میں نہیں جتنا کہ دوسری حدیثوں میں ہے۔ لیکن جو لوگ علم منطق سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کلی مشکک کے افراد میں تفاوت ہوا کرتا ہے بلکہ ہونا ضروری ہے۔

پس باب مذکور میں موقوف اور مرفوع حدیثیں لا کر امام بخاری نے منع عزل کا ثبوت دیا ہے اور دکھایا ہے کہ جواز عزل پر صرف جابر کا قول دلیل ہے جو بحکم اصول روائت و درائت حجت شرعی نہیں ہے اور منع پر صریح مرفوع حدیث موجود ہے۔

پس آپکی دلیل اوّل کا جواب دو لفظوں میں ہے کہ ؎

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست۔

مختصر یہ کہ بخاری کی حدیث بھی منع کی دلیل ہے اور مسلم کی روائت بھی ممانعت کرتی ہے مگر ان دونوں کی ممانعت کے مراتب میں شدت اور ضعف کا فرق ہے۔ جیسا شراب کی حرمت والی آیتوں میں فرق ہے ؎

درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست

(باقی دارد)

اجتہاد اور تقلید

۱۶ اگست کے پرچہ میں ہم نے اس مضمون کو تقلید کی حد تک پہونچایا تھا اور ثابت کیا تھا کہ جبتک علوم آلیہ کی تعلیم و تدریس جاری ہے تقلید کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق ایک بات کا ذکر رہ گیا تھا جو آج لکھتے ہیں۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ صاحب بڑے رتبہ کے عالم تھے بہت بڑے متقی تھے بڑے زاہد تھے۔ آپ کے علم و فضل کی کئی ایک حکائتیں سنائی جاتی ہیں جو عموماً خوش اعتقادیوں پر مبنی ہیں۔ ایک حکائت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ صاحب کے پاس چند لوگ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ پوچھنے آئے تو امام صاحب نے فرمایا کہ تم سب ملکر ایک کو منتخب کرو جو بات وہ پوچھیگا میں جواب دونگا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ بس اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا چاہئے جس طرح تم نے میرے سامنے ایک کو وکیل مقرر کرکے باقی خاموش ہو رہے ہو اسی طرح خدا کے سامنے امام مقرر کرکے خاموش رہنا چاہئے (داخل فقہ۔ جلد اوّل) لیکن بغور دیکھا جائے تو یہ حکائت امام ابوحنیفہ صاحب کی سخت توہین اور اعلےٰ درجہ کی منقصت کرتی ہے جس سے اگر امام صاحب کا کوئی مخالف یہ ثابت کرنا چاہے کہ امام صاحب کو دینیات اور الہیات میں ذرہ حصہ نہ تھا۔ تو اسکو بہت کچھ اس حکائت سے مدد مل سکتی ہے کیونکہ انسان کے سامنے تو وکیل کرکے نا ذہنی اس لئے کیجاتی ہے کہ وہ سب کی آوازوں کو سُن نہیں سکتا سب کے الفاظ کو سمجھ نہیں سکتا۔ لیکن خدا کی تو یہ شان ہے کہ حدیث قدسی میں ہے اگر تمام انسان اور جن ایک میدان میں جمع ہو کر اپنی اپنی تمام آرزوئیں خدا سے مانگیں اور خدا اُن کی سب مرادیں دیدے تو بھی خدا کے خزانوں میں کوئی کمی نہ آئے۔ کیا اس وقت جو دنیا کے تمام لوگ خصوصاً مسلمان خدا سے دعا کرتے ہیں تو سب کے سب ایک شخص کو امام بنا کر کرتے ہیں۔ سینکڑوں۔ ہزاروں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان ایک

ahmadimuslim.de

ہی وقت میں مانگتے ہیں تو کیا خدا کو ان سب کی دعائیں سُننے میں کوئی دقت یا تکلیف ہوتی ہے تعالیٰ شانہ وجل مجدہٗ علاوہ اس کے اگر کوئی امام کتنا بڑا عالم زاہد متقی۔ اعلےٰ درجہ کا عارف ہو تو کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی مرتضیٰ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے بہتر ہوگا؟ پھر جب ان کی تقلید کا بھی حکم نہیں تو کسی اور کا کیا حق ہے۔ امام شافعی جیسے مجتہد کا قول ہے ولا یقلد احد منہم (یعنی صحابہ میں سے کسی کی تقلید بھی جائز نہیں) دیکھو نور الانوار وغیرہ حنفیہ کے ایک بڑے مستند امام کرخی کہتے ہیں لایجب تقلید الاخر لا یدرک بالقیاس یعنی مسائل قیاسیہ میں کسی صحابی کی تقلید واجب نہیں۔

اس بحث میں آیات و احادیث اور اقوال علماء سے ہم بہت کچھ دلائل پیش کر سکتے تھے مگر چونکہ ہمارے مضمون کی بنا صرف علماء اصول کے مقررہ قواعد پر مبنی ہے اس لئے ہم نے اور کسی دلیل کی طرف توجہ نہیں کی۔ ہاں تبرکاً ایک آیت لکھتے ہیں خود بھی سنئے!

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (تم اس کلام کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کے ہاں سے آتا ہے اس کے سوا کسی اور دوست احباب کی تابعداری نہ کرو)

اس آیت نے حصر کر دیا کہ اطاعت اور اتباع صرف انہی احکام کی ہے جو خدا کی طرف سے بذریعہ وحی کے پہنچتے ہیں۔ اُن کے سوا اور کسی کی نہیں۔ قیاسی مسائل کی نسبت ہم مفصل بحث کر آئے ہیں کہ در صورت ثبوت رکھنے کے وہ احکام بھی وحی کی قسم سے ہیں اور در صورت ثبوت نہ رکھنے کے کوئی شئے نہیں۔

شروع مضمون سے ہم بتلاتے چلے آئے ہیں کہ فقہ کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ ہیں جو بقاعدہ مقررہ اصول فقہ احکام مستنبط ہوتے ہیں دوم مسائل قیاسیہ جو بطریق قیاس استخراج کئے جاتے ہیں (ان دونوں قسموں کی بحث مع مثالوں کے پہلے مفصل گذر چکی ہے) تیسری قسم وہ مسائل فقہیہ ہیں جو نہ قرآن سے نہ حدیث سے مستخرج ہیں بلکہ محض علماء کے اقوال ہیں۔ اس قسم کی مثالیں بکثرت ہیں مگر ہم ایک دو یہاں بتلاتے ہیں۔

فقہ کی معتبر کتاب ردالمحتار میں لکھا ہے کہ قالوا لو رعف فکتب الفاتحۃ بالدم علی جبہتہ وانفہ جاز للاستشفاء وبالبول ایضاً (مصری جلد اول صفحہ ۱۴۲) یعنی اگر کسی کو نکسیر پھوٹے اور وہ اپنے ماتھے اور ناک پر خون یا بول کے ساتھ سورہ فاتحہ لکھ لے تو علاج کے لئے جائز ہے۔

اسی طرح سے اور سینکڑوں ہزاروں فقہی مسائل ہیں جن کا نہ کوئی ماخذ ہے نہ کوئی تعیین علیٰ

نہ قرآن سے مستنبط ہیں نہ حدیث سے بلکہ صرف اقوال الرجال ہیں پس ایسے مسائل فقہ کو اہلحدیث دلیل شرعی نہیں جانتے۔

خلاصہ تمام بحث کا یہ ہے کہ مسائل فقہ تین قسم پر ہیں ایک قسم قرآن و حدیث کے الفاظ سے مستنبط ہیں دوسری قسم کے مسائل اوصاف معتبرہ پر قیاس سے مستخرج ہیں۔ تیسری قسم محض اقوال الرجال ہیں۔ اہلحدیث تیسری قسم کے مسائل فقہیہ کی تسلیم سے بالکل انکاری ہیں اوّل اور دوم قسم میں سے اُن مسائل سے منکر نہیں جو قرآن و حدیث سے مخالف ہوں ورنہ بشرط استخراج اور استنباط صحیح ہونے کے تو تسلیم کرتے ہیں یہی مذہب تمام سلف و خلف کا ہے۔ اس موقع پر ایک معتبر مثال دیکھ کر ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم پانی پتی کتاب مالابدمنہ میں فرماتے ہیں۔

"و این ہمہ مسکرات نزد امام محمد رحمہ اللہ حرام است اگرچہ یک قطرہ ازاں خورد و نجس است بنجاست خفیفہ۔ رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ کثیر آن مسکر آرد قطرہ ازاں حرام است و ہرچہ مسکر است خمر است یعنی ہمچو خمر است در حرمت و نجاست و نزد امام ابی حنیفہ رح سوای چہار شراب سابقہ از شرب لا حقہ آنچہ بقصد لہو خورد حرام است و اگر بقصد قوت خورد جائز باشد لیکن این قول امام متروک است و فتوٰی بر قول محمد است" (صفحہ ۱۱۲)

اس مثال میں قاضی صاحب مرحوم نے جو فیصلہ دیا ہے یہی اہلحدیث کا مذہب ہے کہ جس کسی کا قول و فعل قرآن و حدیث کے برخلاف ہو وہ مقبول و منظور نہیں چنانچہ قاضی صاحب مرحوم دیباچہ مالابدمنہ میں فرماتے ہیں:-

"قول و فعل ہر کسے کہ سرمو از قول و فعل پیغمبر مخالفت داشتہ باشد آں را رد باید کرد"

بس سُنو! ؎

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے ... دُردانۂ دُرج مصطفےٰ ہے
صوفی و عالم و حکیم دینی ... کرتے رہے اسی کی خوشہ چینی
بابا کے ہاں سے کون لایا ... جس نے پایا یہیں سے پایا
گو غوث و قطب و مقتدا ہے ... وہ بھی اسی در کا اک گدا ہے

ahmadimuslim.de

تفسیر القرآن عربی کے متعلق ایک سوال

مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب زاد لطفہ

سلام علیکم - چونکہ عرصہ سے اربعین کے شائع ہونے پر آپکی تصنیف تفسیر القرآن عربی کے بعض مسائل کی نسبت اختلاف ہے چنانچہ علمائے آرہ آپکی مسلمہ منصفین نے چودہ غلطیات کو قائم رکھا ہے جنکی ترمیم اب تک آپکی طرف سے مشتہر نہیں ہوئی اگرچہ بعض بعض کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ آپکو اُن غلطیات کے ترمیم کرنے سے اقرار ہے اور آئندہ تفسیر طبع ہونے پر ترمیم کردیوینگے۔ میری درخواست یہ ہے کہ اگر فی الواقع آپ کو اُن غلطیات مسلمہ علمائے آرہ کی ترمیم خواہ بخیال مصالحت خواہ بطور عقیدت منظور ہو تو آپ غلطیات کی تصحیح تفسیر القرآن میں لگا دیویں اور اُن غلطیات کی ترمیم اپنے اخبار اہلحدیث میں صریحاً بلاکسی مجمل الفاظ کے شائع کردیویں تو عوام کا اعتراض جو آپکی نسبت ہے غالباً رفع ہوجاویگا اور خصوصاً مجھکو رفع شک کیواسطے کافی دلیل ہوگی - والسلام

احقر محمد شریف عفی عنہ (امرتسری ڈپٹی کلکٹر نہر)

جواب: - میں تو ہمیشہ سے مصالحت کا جویاں ہوں یہی وجہ ہے کہ میں نے اس نزاع کے متعلق منصف تجویز کئے تھے - گو منصفوں کے سپرد یہ کام نہ تھا اور نہ میں اسکا پابند تھا کہ اُن اغلاط کو تسلیم کرونگا بلکہ محض داخل وخارج کے فتوے کا فیصلہ انکی سپرد تھا - چنانچہ منصفوں نے اس امر میں فیصلہ صاف دیا کہ مصنف کو اہلحدیث سے خارج کرنا ظلم ہے - تاہم میں نے جناب حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کو اس مضمون کا رقعہ لکھ دیا ہوا ہے کہ علماء آرہ کی چودہ اغلاط کو درج تفسیر کردونگا میں اُن معانی کو بھی صحیح جانتا ہوں -

اُن چودہ مقامات میں سے بعض کی تسلیم تو میں فیصلہ آرہ مطبوعہ میں کرچکا ہوں - باقی مقامات میں بھی علماء آرہ کے معانی درج کردونگا جنکو میں بھی صحیح سمجھتا ہوں اسوقت تفسیر مذکور کا کوئی نسخہ نہیں رہا - طبع دوئم میں درج ہوجائینگے ✻

بوسہ قبر

گذشتہ سے پیوستہ

ثالثاً حضرت عمرؓ کا یہ قول کہ اگر تجکو رسول خدا بوسہ نہ دیتے تو میں ہرگز تجکو بوسہ نہ دیتا اسصورت میں کہ بوسہ ہر ایک چیز کا جائز ہے جیسا کہ تمہارا خیال ہے محض فضول ودور کی کلام ٹہیرتا ہے کما لا یخفے حضرت عمر فاروقؓ کے کلام میں ایک راز مخفی ہے وہ یہ ہے کہ بوسہ جمادات میں مظنہ شرک ہے اور بت پرستوں کے نزدیک یہ بتوں کی تعظیم ہے اس لئے آپنے اسوقت ایک بڑی مجمع میں اس قول کو بیان فرما کر گور پرستی اور بت پرستی کے باب کو مسدود فرمایا اور یہ اعلان کردیا کہ بوسہ بغیر باذن ہرگز درست نہیں کما لایخفیٰ علی الذکی - رابعاً جس سند پر ان مجوزین کا اعتقاد و استناد ہے یعنی حضرت معاویہ کا سب کنوں کا بوسہ لینا جب ہی محل اعتراض سے سالم وباقی نہ رہا اور صحابہ نے اسپر اعتراض کیا اور پھر معاویہ نے انکو تسلیم کرلیا اور اس بوسہ سے رجوع کیا تو اب مستدین کا اعتقاد بیۃ منثوراً ہوگیا صراط مستقیم میں ہے وقد روی ان ابن عباس ومعاویۃ طافا بالبیت فاستلم معاویۃ الارکان الاربعۃ فقال ابن عباس ان رسول اللہ صلعم لم یستلم الا الرکنین الیمانیین فقال معاویۃ لیس شیء من البیت متروکا فقال ابن عباس لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فرجع الیٰ معاویۃ وقد اتفق العلماء علی ما مضت بہ السنۃ من انہ لا یشرع الاستلام والتقبیل لمقام ابراھیم الذی ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن وقال واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی فاذا کان ھذا بالسنۃ المتواترۃ وباتفاق الائمۃ لا یشرع تقبیلہ بالفم ولا مسحہ بالید فغیرہ من مقامات الانبیاء اولیٰ ان لا یشرع تقبیلہا بالفم ولا مسحہا بالید[1] اور اگر غور کروگے تو حضرت معاویہ کے قول سے بھی جواز بوسہ ہر چیز کا مفہوم نہیں ہوتا ہے جیسا کہ مجوزین کا خیال ہے کیونکہ انہوں نے حضرت ابن عباس کے اعتراض پر یہ جواب دیا کہ بیت اللہ کی کوئی شئے متروک اس بوسہ سے نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر بیت اللہ کی نسبت جواز بوسہ کا خیال انکو بھی نہیں تھا پس مجوزین کی سوء فہمی اس سے ظاہر ہوتی ہے شائد یہی خیال حافظ ابن حجر نے اس قول کی تردید کی طرف توجہ نہ کی کہ استنباط کا فاسد ہونا ظاہر ہے اور جو یہ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر کا اس نقل پر سکوت کرنا انکی رضا پر دال ہے، سو یہ آپ کی سوء فہمی ہے - اکثر کتابوں کو دیکھو کہ انمیں مختلف مذاہب کو نقل کرتے ہیں مگر ہر جگہ اُسپر تردید نہیں کرتے گو انکی نزدیک وہ مسئلہ مردود ہی کیوں نہو تمثیلاً ودایک مثال نقل کرتا ہوں -

اوّلاً تو اسی عبارت منقولہ میں آپ کی حافظ ابن حجر کا قول یہی ہے واستبعد اتباع صحۃ ذلک اور حافظ نے اس پر کوئی قدح نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ حافظ صاحب اس قول سے راضی ہیں حالانکہ آپ کے نزدیک یہ قول قابل قبول نہیں ثانیاً جلال الدین سیوطی اکلیل میں تحت آیۃ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا کے فرماتے ہیں استدل بہ من قال ان اجماع اھل

[1] ترجمہ نہونے سے اردو دانوں نے شکایت کی ہے آئندہ کو ہر ایک نامرتکار عربی کا ترجمہ کردیا کرے (اڈیٹر)

البیت بجۃ لان الخطاء جس فیکون منفیا مقام اور اسپر کچھ رد وجرح نہ کیا اور دوسرے مقام میں فرماتے ہیں تحت آیت الزانیۃ والزانی الخ کے واستدل الخوارج بالآیۃ علی ان حد المحصن الجلد دون الرجم اور اسپر کچھ جرح ورد نہ کیا۔

پھر آپ لکھتے ہیں (کہ امام احمد تقبیل قبر کو لاباس بہ کہتے ہیں) اگر یہ قول امام احمد کا کتاب العلل والسوالات میں فی الواقع بلا صحیح واقع ہے تو مخالف اس کے یہی قول امام احمد کا ہے صراط المستقیم میں ہے قال ابوبکر الاثرم قلت لابی عبد اللہ احمد بن حنبل قبر النبی صلعم یمس ویتمسح بہ فقال ما اعرف ھذا قلت لہ فالمنبر فقال اما المنبر فنعم قد جاء فیہ قال ابو عبد اللہ شئ یروونہ عن ابن ابی فدیک عن ابن ابی ذئب عن ابن عمر انہ مسح علی المنبر الی ان قال قیل لابی عبد اللہ انہم یلصقون بطونہم بجدار القبر وقلت لہ رایت اھل العلم من اھل المدینۃ لایمسونہ ویقومون ناحیۃ فیسلمون فقال ابو عبد اللہ نعم وھکذا کان ابن عمر یفعل انتھی یعنی ابوبکر اثرم کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے سوال کیا کہ قبر نبوی کو چھونا درست ہے یا نہیں تو امام نے فرمایا کہ میں اسکو نہیں پہچانتا ہوں یعنی سلف سے ایسا فعل نہیں پایا گیا ہے پھر میں نے کہا کہ منبر نبوی کو چھونا درست ہے یا نہیں تو فرمایا کہ ہاں کیونکہ ابن عمر مسح کرتے تھے اور امام احمد سے یہ بھی کہا گیا کہ لوگ اپنے پیٹ کو قبر نبوی کی دیوار سے ملاتے ہیں اور میں نے یہ کہا کہ علماء اہل مدینہ کو دیکھا کہ وہ لوگ دیوار قبر نبوی کو نہیں چھوتے تھے ایک طرف کھڑے ہوتے اور آنحضور پر سلام کہتے امام احمد نے فرمایا کہ یہ بات صحیح ہے ابن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے اس روائت سے معلوم ہوا کہ امام احمد مس قبر کو بدعت جانتے تھے اور بوسہ قبر جو اسپر بھی زائد ہے وہ بدرجہ اولیٰ بدعت ہوگی اسی دلیل سے کہ سلف سے پایا نہیں گیا اب بتقدیر صحت قول منقولہ آپ کہ امام ممدوح سے اس مسئلہ میں دو روائت ہوئی آپ تو فرقہ اہل رائے سے ہیں آپ کے گھر میں جو مختلف رائے امام ابوحنیفہ صاحب سے پائی جاوے اسکے لئے کوئی قاعدہ منضبط ہے یا نہیں اگر آپکو معلوم نہو تو مجھ سے سنئے! علماء مذہب حنفیہ نے ان مسائل کے لئے جو امام سے مذکور ہیں دو طبقہ بنائے ہیں ایک طبقہ مسائل الاصول ہے جسکو ظاہر الروایت بھی کہتے ہیں اور دوسرا طبقہ غیر ظاہر الروایت ہے اور وہ مسائل بھی امام سے مروی ہیں لیکن ان کتابوں میں نہیں ہیں جو ظاہر الروائت کے لئے متعین ہیں اور وہ نوادر کہلاتے ہیں اسواسطے کہ ان مسائل کی شہرت ایسی نہوئی جو ظاہر الروائت کی ہوئی ایسی صورت میں ظاہر الروائت کی روایت مقدم ہوگی نوادر سے۔ باقی رہا یہ کہ اسپر کونسا قرینہ ہے کہ امام احمد کی وہ روائت جو عبد اللہ انکے صاحبزادہ نے کی ہے نوادر ہے تو میں کہونگا علماء حنبلیہ وفقہاء احمدیہ جو عارف مذہب حنبلی ہیں انہوں نے اپنی کتابوں میں جو مذہب حنبلیہ پر وضع کئے گئے ہیں وہ سب اس بوسہ قبر کو ناجائز فرماتے ہیں چنانچہ ابن قدامہ حنبلی اور ابو محمد مقدسی حنبلی کا قول مذکور ہو چکا اور علامہ زعفرانی کا قول کہ امام احمد بوسہ قبر پر سخت انکار رکھتے تھے گذر چکا اور آپ کے شیخ الکل مولوی عبدالحی صاحب مرحوم محققین حنبلیہ کا یہی مسلک بتلاتے ہیں کما مر۔ اور حضرت جیلی جو فقہاء حنبلیہ سے ہیں جنکو ہمارے زمانہ کے پیرزادے چھوٹا خدا سمجھتے ہیں بوسہ قبر کو عادت نصاریٰ کی بتلاتے ہیں کما سیاتی اور علامہ ابو الوفاء ابن عقیل جو مذہب حنبلیہ میں مجتہد ہیں اور محی السنہ علامہ بغوی کے معاصر ہیں فرماتے ہیں لما صعبت التکالیف علی الجہال عدلوا من اوضاع الشرع الی تعظیم اوضاع وضعوھا لانفسہم فسھلت علیہم ولم یدخلوھا تحت امر غیرھم وقال ھم عندی کفار بھذہ الاوضاع مثل تعظیم القبور واکرامہا بما نہی عنہ الشرع من ایقاد النیران وتقبیلہا وتخلیقہا وخطاب الموتی بالحوائج الخ کذا فی اغاثۃ اللھفان للعلامۃ ابن القیم پس یہ دلیل بین ہے کہ امام ممدوح سے وہ روائت حنبلیوں کے نزدیک نامقبول ہے۔

اور وہ روائت شاذ ونادر ہے علاوہ اس کے امام احمد کا قول حجت نہیں کہ خواہ مخواہ وہ تسلیم کرلیا جاوے امام ممدوح نے کوئی دلیل اس کے جواز کی نہیں فرمائی اور تم پر سخت تعجب ہے کہ امام اعظم کے خلاف میں بوسہ قبر کے جواز پر امام احمد کے ایک قول بے دلیل کو نقل کرکے امام اعظم کی تقلید سے دست بردار ہوتے ہو اس لئے کہ تم صوفیوں کا یہ آبائی رسم ہے اور اہل حدیث اگر امام اعظم کے قول کو خلاف میں احادیث کے نہیں مانتے ہیں تو تم لوگ انکو غیر مقلد وہابی کہتے ہو کہو یہ کیسا انصاف ہے

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ علامہ عینی نے شرح بخاری میں اپنے استاد علامہ زین الدین عراقی سے تقبیل اماکن شریفہ وقبور صالحین وغیرہ کے جواز واستحباب کے متعلق طولانی بحث کی ہے، کیا اچھا ہوتا کہ آپ اس بحث طولانی کو نقل فرماتے تو ہم سے اور آپ سے پورا فیصلہ ہو جاتا ورنہ ایسی بے جا دھمکی اہل حدیث نہیں ڈرتے ہمکو علامہ عینی کے اس تقلید شیخ پر تعجب ہوتا ہے کہ امام کی تقلید چھوڑ اپنی حنفیت میں بٹا لگایا یہی علامہ عراقی آمین بالجہر و رفع پر جو زور لگا گئے ہیں شیخ عینی نے اسکو بالائے طاق رکھدیا ہم اوپر بحوالہ امام نووی شافعی بوسہ قبر کے عدم جواز پر اتفاق علماء نقل کر چکے ہیں اور ایسا ہی بحوالہ صاحب مجالس الابرار حنفی اس بوسہ قبر کے عدم مشروعیت پر اتفاق علماء مسلمین نقل کر چکے ہیں پس ایسے متفق علیہ مسئلہ پر متاخرین کے ایک آدھ شخص کی بات کو ماننا ناحق خون انصاف کا کرنا ہے۔ (باقی آئندہ)

چند ضروری سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے مقلدین و غیر مقلدین ان مسائل میں کہ:-

(۱) بعد نماز جمعہ نماز ظہر نہ پڑھنے کے لئے کسی حدیث صحیح میں ممانعت آئی ہے یا نہیں؟

(۲) نماز جمعہ اصل ہے یا نماز ظہر یا دونوں؟

(۳) کیا نماز جمعہ ظہر کا بدل ہے۔ اگر ہے تو کیا کسی حدیث صحیح میں یہ تصریح آئی ہے؟

(۴) کیا رسول علیہ السلام نے نماز جمعہ پڑھکر نماز ظہر کی رخصت بھی دی ہے؟

(۵) کیا آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آج نماز ظہر معاف ہے؟

(۶) کیا نماز جمعہ مسقط ظہر ہے۔ اگر مسقط ظہر ہے تو اس پر کیا دلیل ہے۔ کیا کسی آیت یا حدیث میں اس طرح ہے کہ نماز جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہوجاتی ہے؟

(۷) کیا عدم نقل مستلزم عدم وقوع ہے؟

(۸) نماز ظہر کا پڑھنا ہفتہ یا اتوار یا سوموار کے دن سرور عالم سے تصریح نام یوم کسی حدیث صحیح میں آیا ہے؟

(۹) اگر کوئی شخص معذور یا غیر معذور جمعہ نہ پڑھے تو اس کے لئے چار رکعت ظہر پڑھنا کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے یعنے تارک جمعہ پر ظہر کے وجوب کی کونسی دلیل ہے؟

(۱۰) کیا نماز جمعہ اور نماز ظہر کی فرضیت کا حکم ایک ہی وقت میں صادر ہوا یا مختلف اوقات میں؟

(۱۱) اگر نماز جمعہ کا حکم بعد حکم فرضیت نماز ظہر صادر ہوا تھا تو تعداد رکعات کے لحاظ سے کیا ضروری نہیں کہ ظہر سے جمعہ کے واسطے نص قطعی ہو اور بصورت نہ ہونے نص قطعی کے نماز ظہر کیوں ترک کی جائے؟

مستری غلام حسین گھڑی ساز درک شاہ پامرتسر

تردید تابعیت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

آجکل اہل فقہ جو امام صاحب کی تابعیت پر بحث کر رہا ہے وہ انہیں اقوال کے ساتھ اور انہیں دلائل کو پیش کر کے جو متعصبین احناف سلف نے گپ شپ اڑا گیا جو ہم بھی ہم اپنے اس طویل مضمون میں کا حقہ ثابت کرینگے (انشاءاللہ تعالیٰ) احناف سلف نے زبردستی تابعیت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے دلائل امام صاحب کی تابعیت علماء محدثین سے ثابت نہیں۔

احناف سلف کیا کچھ نہ لکھ گئے امام صاحب کے لئے تو جھوٹی احادیث بنالی ہیں جیسے سراج امتی وغیرہ۔ اور مہدی علیہ السلام مقلد ابوحنیفہ ہونگے۔ بن الہفوات الخرافات اسی طرح تابعیت کا دعویٰ بھی منجملہ انہی ہوسات کے ہے۔ امام صاحب کی تابعیت کے ثبوت میں ملاقات ان اصحاب سے بتلاتے ہیں جنکو ہم نمبروار ذکر کرتے ہیں اور پھر نمبروار رد کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو سہولت ہو۔ (۱) عبداللہ ابن ابی اوفیٰ سے کوفہ میں ملاقات ہوئی (۲) سہل ابن سعد الساعدی سے بھی ملاقات ہوئی (۳) حضرت انس سے ملاقات ہوئی (۴) ابوطفیل عامر بن واثلہ سے مکہ میں ملنا ہوا (۵) جابر ابن عبداللہ سے (۶) عبداللہ بن انیس الجہنی سے (۷) عائشہ بنت عجرد (۸) واثلہ ابن الاسقع سے (۹) عبداللہ ابن حارث ابن جزء سے بھی امام صاحب نے ملاقات کی انتہیٰ۔

تردید:- یہ تو ضرور ہے کہ نمبر ۱-۲-۳-۴-۸-۹ کے صحابہ امام صاحب کے زمانہ میں تھے مگر بالتحقیق خود علمائے احناف سلف کے اقوال سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے ان سے ملاقات نہیں کی بلکہ امام صاحب انکے زمانہ میں چھوٹے لڑکے پانچ چار برس کے تھے امام صاحب کوفہ ہی میں رہتے تھے صحابہ سے جاکر نہیں ملے اور نہ ان سے کوئی حدیث سنی اور نہ کچھ روایت کی چنانچہ ابن طاہر حنفی مؤلف مجمع البحار جو ماہر فن حدیث و اخبار ہیں۔ نمبر ۱-۲-۳-۴ کی نسبت لکھتے ہیں:- وکان فی ایام ابی حنیفة اربعة من الصحابة انس بن مالك بالبصرة وعبد الله ابن ابی اوفی بالكوفة وسهل ابن سعد الساعدی بالمدينة وابوطفيل عامر ابن واثلة بمكة ولم يلق واحدا منهم ولا اخذ عنه واصحابه يقولون انه لقى جماعة من الصحابة وروى عنهم ولم يثبت ذلك عند اهل النقل انتهى كلامه (ترجمہ) امام ابوحنیفہ کے زمانہ میں یہ صحابہ تھے انس بن مالک بصرہ میں۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ کوفہ میں سہل ابن سعد الساعدی مدینہ میں۔ اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ مکہ میں۔ لیکن امام صاحب کسی سے نہیں ملا اور نہ کسی حدیث کو ان سے سنا۔ اور جو حنفی لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب صحابہ کی ایک جماعت سے ملے ہیں اور ان سے روایت کئے ہیں بالکل غلط ہے یہ اہل نقل کے پاس ثابت نہیں۔ اور سنو! اسی طرح ملا علی قاری حنفی شرح شرح النخبہ میں علامہ سخاوی سے روایت فرماتے ہیں کہ کہا علامہ نے کہ امام صاحب ابن سعد وغیرہ کسی سے نہیں ملا اور نہ کسی کی روایت کی چنانچہ عبارت انکی یہ ہے ان المعتمد انه لا رواية للامام عن احد من الصحابة لصغره فی زمن ادراكه اياهم انتهى ادنیٰ۔ اسی طرح قاضی علامہ

شمارہ ۱/ • اہلحدیث [illegible]

شمس الدین ابن خلکان نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے - وادرک ابوحنیفة من الصحابة رضوان اللہ علیہم اجمعین وھم انس بن مالک بالبصرة وعبد اللہ ابن ابی اوفی بالکوفة وسھل ابن سعد الساعدی بالمدینة و ابوطفیل عامر ابن واثلة بمکة ولم یلق واحدا منھم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعة من الصحابة ولم یثبت ذلک عند اھل النقل -

صاحبو! اسکا بھی ترجمہ بعینہ وہی ہے جو ابھی آپ پہلی عبارت علامہ ابن طاہر صاحب حنفی میں دیکھ آئے ہیں - اور سنو! امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تہذیب الاسماء میں فرماتے ہیں قال الشیخ ابو اسحق فی الطبقات ھو النعمان ابن ثابت ابن زوطی ابن ماہ مولی تیم اللہ ابن ثعلبة ولد سنة ثمانین من الھجرة وتوفی ببغداد سنة خمسین ومائة وھو ابن سبعین سنة اخذ الفقہ من حماد ابن ابی سلیمان وکان فی زمانہ اربعة من الصحابة انس بن مالک وعبد اللہ ابن ابی اوفی وسھل ابن سعد الساعدی وابو الطفیل عامر ابن واثلة ولم یاخذ عن احد منھم انتھی کلامہ (ترجمہ) شیخ ابو اسحاق طبقات میں فرماتے ہیں امام صاحب کا نام تھا نعمان یہ بیٹے ہیں ثابت کے ثابت بیٹے ہیں زوطی کے اور زوطی ماہ کے اور ماہ غلام تھے تیم اللہ ابن ثعلبہ کے - امام پیدا ہوئے تھے ۸۰ھ ہجری میں اور انتقال ہوا بغداد میں ۱۵۰ھ ہجری میں انتقال کیوقت عمر امام صاحب کی ۷۰ برس کی تھی انکے فقہ کے استاد حماد ابن ابی سلیمان ہیں انکے زمانہ میں چار صحابہ تھے حضرت انس حضرت عبد اللہ ابن ابی اوفی حضرت ابو الطفیل حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہم مگر امام نے ان سے کوئی حدیث نہیں لی اور نہ کچھ روایت کی انتہی - اسی طرح کی لگ بھگ عبارت کے ساتھ شیخ ابن طاہر حنفی مجمع البحار میں فرماتے ہیں وابوحنیفة النعمان ابن ثابت ابن زوطی ابن ماہ الامام الکوفی مولی تیم اللہ ابن ثعلبة وھو من رھط حمزة الزیات وکان خزازا یبیع الخز وکان جدہ من اھل کابل او بابل مملوکا لبنی تیم فاعتقہ وقال اسمعیل ابن حماد ابن ابی حنیفة نحن من ابناء فارس من الاحرار وما وقع علینا رق ولد جدی سنة ثمانین وذھب بہ الی علی وھو صغیر فدعا لہ بالبرکة فیہ وفی ذریتہ ومات ببغداد سنة خمسین ومائة علی الاصح وکان فی ایامہ اربعة من الصحابة انس بن مالک وعبد اللہ ابن ابی اوفی وسھل بن سعد الساعدی وابو الطفیل ولم یلق احدا منھم ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعة من الصحابة وروی عنھم ولا یثبت ذلک عند اھل النقل انتھی (مختصر ترجمہ) ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بیٹے ثابت زوطی کے زوطی بیٹے ماہ کے ماہ غلام تھے تیم اللہ ابن ثعلبہ کے +

اور تھے دادا امام صاحب کے اہل کابل سے یا بابل سے - اور کہا اسماعیل بن حماد ابن ابی حنیفہ (یعنی پوتے ابوحنیفہ کے) نے کہ ہم ابناء فارس سے ہیں میرے دادا پیدا ہوئے تھے ۸۰ھ میں اور میرے دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گئے تھے اور اسوقت آپ بچے تھے تو حضرت علی نے آپ کے لئے اور آپکی ذریت کے لئے برکت کی دعا کی تھی - وفات دادا کی بغداد میں ۱۵۰ھ میں ہوئی (یہ مذہب بھی صحیح ہے) اور آپ کے زمانہ میں چار صحابہ تھے - انس بن مالک - عبد اللہ ابن ابی اوفی - سہل بن سعد - ابو الطفیل - لیکن آپ کسی سے نہیں ملے اور نہ کوئی حدیث سنی نہ کوئی روایت لی - اور جو اصحاب ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ آپ نے روایت کیا ہے یہ اہل نقل کے پاس ثابت نہیں انتہی - اس سے بھی ظاہر ہوا کہ آپ کسی سے نہیں ملے اور نہ کچھ آپ نے لیا مگر ہاں اس کلام میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی سے آپ ملے اور علی نے برکت کی دعا کی - یہ غلط اور خلاف عقل ہے کیونکہ خود کلام بالا سے اور خود امام صاحب کے پوتے ہی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی ہے - پھر بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وفات کا سن ملاحظہ فرمائیے حضرت علی ۴۰ھ میں فوت ہوئے ہیں تھا بڑا تفاوت ہے - اس بڑے تفاوت کو عوام خاصکر وہ حضرات جو تواریخ کے ساتھ ایک خاص دلچسپی رکھتے ہیں اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں فافھموا ولا تجھلوا میرے خیال میں اس عبارت میں اسماعیل صاحب سے غلطی ہوئی ہے بلکہ جد علی نے حضرت علی سے ملاقات کی ہوگی -

خیر اب تک تو آپکو چند مثبتہ دلائل سے یہ بتلایا گیا ہے کہ امام صاحب کو نمبر ۱-۲-۳-۴ کے اصحابہ سے ملاقات نہیں ہوئی - امام صاحب صغیر السن تھے - خیر اب چلیئے نمبر (۵) کے صحابی حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کی کیفیت سنئے! جابر ابن عبد اللہ کا انتقال باختلاف روایات ۷۴ھ یا ۷۸ھ میں ہوا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ۷۶ھ میں اور وفات کیوقت جابر رضی اللہ عنہ کا سن مبارک ۹۴ برس کا تھا اور بصرہ کو آپ اپنی آخر عمر میں تشریف لے گئے تھے - اگر ہم ان مختلف روایات کو بھی مد نظر رکھیں تو ولادت امام صاحب کی بعد وفات جابر رضی اللہ عنہ کے معلوم ہوتی ہے کیونکہ پیدائش امام صاحب کی ۸۰ھ میں باتفاق روایات ہے اور وفات جابر رضی اللہ عنہ کی اس کے قبل ۷۴ھ یا

۷۸ھ یا ۷۴ھ میں ہے۔ یہ بھی بہت بڑا تفاوت ہے تو پھر جابر رضی اللہ عنہ سے امام صاحب کی ملاقات کیسے ہوئی ہوگی ہذا المحال چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت تہذیب الاسماء سے صاف روشن ہے توفی جابر ابن عبداللہ بالمدینۃ سنۃ ثلاث وسبعین وقیل ثمان وسبعین وقیل ثمان وستین وھو ابن اربع وتسعین سنۃ رضی اللہ عنہ وکان ذھب بصرہ اٰخر عمرہ انتھٰی۔

اس سے بڑھکر ابن شاہین کی عبارت میں تصریح ہے وہ لکھتے ہیں کہ ۸۰ھ تک جابر زندہ ہی نہیں رہے اور ولادت ابو حنیفہ کی ۸۰ھ میں ہے پھر کیسے کہو کیا جاسکے کہ امام نے ان سے ملاقات کی ہو اور روایت کی ہو چنانچہ عربی عبارت یہ ہے ھذا وھو صریح فان جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ باتفاق الروایات مات فی بضع وسبعین ولم یعش الی ثمانین وھی التی ولد فیھا الامام ابوحنیفۃ فکیف یتصور روایۃ عنہ انتھٰی۔ اب تو غلب کہ آپ ناظرین کو اس میں بھی شک نہ رہا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی اور وہ قبل از ولادت امام انتقال کر گئے۔

اب صحابی نمبر (۶) یعنی عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ چھبیس برس قبل تولد امام کے ۵۴ھ میں انتقال کر گئے اور بعض روایت کے مطابق تولد امام کے چھ برس پہلے ۷۴ھ میں وفات پائے تھے تو پھر اب بتلائیے کہ امام تو ۸۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں اور پھر عبداللہ بن انیس سے کیسے روایت کریںگے۔ (افسوس کیا یار لوگ گپ اڑاتے ہیں) چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تقریب میں صاف بتلاتے ہیں کہ وفات عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ۵۴ھ میں ہوئی۔ عبداللہ ابن انیس الجھنی ابو یحییٰ المدنی حلیف الانصار صحابی شھد العقبۃ واحدا ومات بالشام فی خلافۃ معاویۃ رضی اللہ عنہ ۵۴ھ اربع وخمسین ووھم من قال سنۃ ثمانین انتھٰی۔ یہ بھی اب کچھ آپ پر مخفی نہیں کہ امام کے کئی سال قبل عبداللہ رضی اللہ عنہ وفات پاگئے ہیں۔ امام نے ان سے کوئی روایت نہیں کی اور نہ ملاقات کی۔

اب آگے چلئے نمبر (۷) کے عائشہ بنت عجرد کی طرف آئیے۔ یہ غریبہ تو صحابیہ ہی نہیں تھی چنانچہ ردالمحتار کی عبارت سے ظاہر ہے قولہ بنت عجرد اسمھا عائشۃ و اعترض بان حاصل کلام الذھبی وشیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی ان ھٰذہ لاصحبۃ لھا وانھا لاتکاد تعرف انتھٰی (ترجمہ) بنت عجرد جسکا نام عائشہ ہے اسکو حافظ الحدیث و اسماء الرجال محمد ابن احمد ابو عبداللہ ذہبی ترکمانی اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول ہے کہ یہ عورت صحابیہ نہیں ہے اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کون ہے اسکو بھی آپ ضرور خوب سمجھ گئے ہوںگے)

اب نمبر (۸) کے صحابی واثلہ بن اسقع کی طرف آئیے۔ یہ ایک مشہور صحابی ہیں ملک شام میں آئے تھے ۸۵ھ تک زندہ رہے ہیں اور وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۰۵ برس کی تھی چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ہویدا ہے واثلۃ ابن الاسقع بالقاف ابن کعب اللیثی صحابی مشھور نزل الشام وعاش الی سنۃ خمس و ثمانین ولہ مائۃ وخمس سنین انتھٰی اسی طرح امام نووی کی عبارت تہذیب سے روشن ہے وتوفی بدمشق سنۃ ست او خمس وثمانین وھو ابن ثمان و تسعین قالہ ابو مسھر وقال سعید ابن خالد توفی سنۃ ثلث وثمانین وھو ابن مائۃ وخمس سنین۔ (ترجمہ) وفات پائی ہے واثلہ ابن اسقع نے دمشق میں ۸۶ھ یا ۸۵ھ میں اسوقت عمر آپکی ۹۸ برس کی تھی اسکو ابو مسہر نے کہا ہے اور سعید ابن خالد نے کہا کہ اس صحابی کا انتقال ۸۳ھ میں ہوا ہے اسوقت عمر آپکی ۱۰۵ برس کی تھی اب ہم اگر ان سب مختلف روایات کو بھی مدنظر رکھیں یعنی ۸۵-۸۶-۸۳ تو بھی یہ صاف ظاہر ہے کہ امام صاحب اسوقت صغیر پانچ برس کے یا تین برس کے علی حسب الروایات۔ کیونکہ ولادت امام ۸۰ھ میں ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہوگا کہ امام صاحب اپنی اس صغر سنی میں سیر کرکے دمشق شام کو جاکر ملاقات کرتے اور حدیث سنتے فافہموا ولا تعجلوا۔ اب اس میں بھی آپ کو کوئی شک نہیں رہنا چاہیئے۔

اب آگے چلئے نمبر (۹) کی طرف آئیے یہ صحابی بھی ۸۶ھ یا ۸۵ھ یا ۸۸ھ میں انتقال فرماگئے ہیں اور صحیح ۸۶ھ ہے جیسے شیخ الاسلام امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت تقریب سے ظاہر ہے عبداللہ ابن الحارث ابن جزء بفتحا لجیم و سکون الزائی بعدھا ھمزۃ الزبیدی بضم الزاء صحابی ابو الحارث سکن مصر وھو اٰخر من مات بھا من الصحابۃ سنۃ خمس او ست او سبع وثمانین والثانی اصح انتھٰی (مختصر ترجمہ) یہ صحابی عبداللہ ابن جزء ۸۵ھ یا ۸۶ھ یا ۸۷ھ میں مصر میں انتقال کرگئے ہیں اور یہ مصر ہی میں رہتے تھے صحیح یہ ہے کہ آپنے ۸۶ھ میں انتقال فرمایا ہے اور یہ آخر صحابہ کے ہیں انکے بعد کوئی صحابی باقی نہ رہا۔ اس میں بھی آپ غور کرسکتے ہیں کہ امام کی ولادت ۸۰ھ میں ہے اور یہ صحابی بھی ۸۶ھ یا ۸۵ یا ۸۷ھ میں انتقال کرگئے ہیں علی حسب الروایات امام صاحب اسوقت ۵ برس کے تھے۔ یا ۶ برس کے یا ۷ برس کے یہ کیسے ممکن ہوگا کہ اس چھوٹی عمر میں اپنے اقرباء کو چھوڑکر سیر کرکے ملاقات کرتے اور حدیث سنتے اور ایسے وسیع خیال اس چھوٹی عمر میں ہوں۔ (باقی آئندہ)

ahmadimuslim.de

فتاوے

س نمبر ۳۴۱ - قرآن مجید میں ہے کہ حالتِ سکر میں نماز مت پڑھو اپنا عرض یہ ہے کہ افیون کا نشہ سکر میں داخل ہے یا نہیں اگر داخل سکر ہے تو افیون خور کی نماز کیونکر جائز نہیں کیونکہ دن رات میں کوئی وقت ایسا نہیں جو افیون کا خمار افیون خور کو نہ رہتا ہو۔ (بابو رشید محمد عبد الوحید خاں از قائم گنج محلہ چلوتی)

ج نمبر ۳۴۱ - افیون کی نسبت طبیبوں کا اختلاف ہے کہ سکر نہیں مفتر ہے یعنی دماغ کو چکرا دیتی ہے نشہ آور نہیں ہے۔ غالب رائے یہی ہے کہ مسکر ہے۔ پس حالت سکر میں افیونی کی نماز جائز نہ ہوگی اس لئے افیون کو چھوڑ دینا چاہئے۔ یہ نہیں کہ افیون کی خاطر سے نماز چھوٹ جائیگی۔ اگر کوئی برہنہ تن ننگا پھرنے کا عادی ہو جائے تو نماز اُس کو معاف نہ ہوگی۔ بلکہ برہنگی کو روکنا واجب ہوگا۔

س ۳۴۲ - قول صحابی کی تعریف کیا ہے اور کسکو کہتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے جواب دو۔

س نمبر ۳۴۳ - قول اصحابی حجت ہے یا کہ نہیں اگر نہیں تو کونسی دلیل مانع ہے۔ قرآن حدیث سے جواب دو۔ (امام الدین کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ)

ج نمبر ۳۴۲ - قول صحابی وہ ہے جو صحابی کوئی شرعی مسئلہ بتلاوے یا کسی آیت کی تفسیر کرے مگر اس مسئلہ میں کوئی آیت یا حدیث نقل نہ کرے نہ حوالہ دے۔ اسکو قول صحابی اور موقوف روایت بھی کہتے ہیں۔

ج نمبر ۳۴۳ - قول صحابی کی بابت کتب اصول حدیث میں لکھا ہے لیس بحجۃ یعنی شرعی دلیل نہیں۔ مطلب یہ کہ اُس کے انکار یا خلاف سے گناہ نہیں کیونکہ نبی کے سوا کسی عالم امت کو منصب شریعت نہیں۔ خدا فرماتا ہے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ۔ ہاں جو قول صحابی کا ایسا ہو جسکی نسبت یہ معلوم ہو کہ کسی قیاس یا اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا اُس کی بابت گمان ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے سنا ہوگا اس لئے وہ حجت ہے اسکی مثال دیا کرتے ہیں کہ اُس میں آئندہ یا گذشتہ زمانہ کے واقعات کا بیان ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ صحابی اسرائیلی روایات نہ بیان کرتا ہو اگر اس صحابی کی عادت سے یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ اسرائیلی روایات بیان کرتا ہے تو یہ قول بھی مرفوع حدیث کے حکم میں ہوگا۔

س نمبر ۳۴۴ - سفر میں رمضان شریف کے روزہ کی نسبت کیا حکم ہے۔

س نمبر ۳۴۵ - سفر کی تشریح مفصل طور پر آیا کہ سفر دنوں کا یا سفر فاصلہ کا اور تعداد ہر ایک۔

س نمبر ۳۴۶ - مفصلہ ذیل اشخاص کے بارہ میں کیا حکم ہے (الف) ریل گاڑی کے گارڈ (ب) ریل گاڑی کے ڈاک بابو (ج) ڈاک کا ہرکارہ (د) یکہ بان یا گاڑی بان (س) وہ مزدور جو چار چار پانچ پانچ یا اس سے کم یا زیادہ کوس کے فاصلہ کے گاؤں سے شہر دا میں آکر محنت یا مزدوری کرتے ہیں اور بغیر محنت گذارہ نہیں کرسکتے۔

س نمبر ۳۴۷ - آیا بیر کا گوشت جو میلہ کھانے والی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ (فضل محمد سائل از النہری)

ج نمبر ۳۴۴ - سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے۔ نہ رکھو اور حضر میں رکھ لے تو یہ بھی جائز ہے۔

ج ۳۴۵ - سفر کی تشریح میں بہت بڑا اختلاف ہے بعض علماء تو تین میل کو بھی سفر میں داخل سمجھتے ہیں بعض ۳۶ میل کی قید لگاتے ہیں۔ حدیث مرفوع فیصلہ کن کوئی اس بارہ میں میری نظر سے نہیں گذری۔ اس لئے صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرف عام پر چھوڑا جائے جس مسافت کو عرف عام میں سفر کہتے ہیں وہ سفر ہے اقامت کی بابت ایک حدیث ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تین روز کی نیت سے اگر ٹھیرے تو مسافر ہے چار یا چار سے زیادہ ٹھیریگا تو مقیم ہے۔

ج نمبر ۳۴۶ - ریل کا گارڈ وغیرہ اشخاص بھی مسافر ہیں۔ مگر خاکسار راقم کی ناقص تحقیق میں سفر میں قصر کرنا جائز ہے اتمام یعنی پوری نماز پڑھنا افضل ہے سلف میں بھی اس بات کے قائل علماء تھے۔

ج نمبر ۳۴۷ - بیر حلال ہے حرمت کی کوئی دلیل نہیں۔

س نمبر ۳۴۸ - گائے یا بھینس جو کبھی جنتی نہیں یہاں لوگ اس کو بہیلا کہتے ہیں اس کی قربانی درست ہوگی یا نہیں۔

س نمبر ۳۴۹ - ہڈی کا خرید و فروخت شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

س نمبر ۳۵۰ - سورج نکلتے اور ڈوبتے اور وقت زوال نماز و تلاوت دونوں منع ہیں یا ایک ہی بات یا دونوں درست ہیں؟ (حافظ عبد القادر مئو ایمہ)

ج نمبر ۳۴۸ - گائے یا بھینس مذکور کی قربانی جائز ہے۔ انعام میں شامل ہیں۔

ج نمبر ۳۴۹ - ہڈی کی خرید و فروخت جائز ہے۔

ج نمبر ۳۵۰ - اوقات ثلاثہ مذکورہ میں نماز پڑھنا منع ہے۔ تلاوت قرآن منع نہیں۔ (باقی آئندہ)

چودھویں صدی کا مسیح - مرزا قادیانی کے سوانح عمری بطرز ناول صفحات ۱۰۴ قیمت عمہ معہ محصولڈاک مینیجر

انتخاب الاخبار

جناب حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیر آبادی ایک ہفتہ تک دفتر اہلحدیث میں قیام پذیر رہے۔ گذشتہ جمعہ کو انجمن نصرت السنۃ کی طرف سے اشتہار دیا گیا کہ حافظ صاحب موصوف مسجد جمعہ مولانا مولوی احمد اللہ صاحب میں جمعہ پڑھینگے اُسی روز جناب مولوی محمد حسین صاحب بھی تشریف لائے۔ جمعہ کا خطبہ مولوی صاحب موصوف نے پڑھایا اور بعد نماز وعظ حافظ صاحب نے فرمایا۔ رونق عمدہ تھی۔ حافظ صاحب نے اثناء وعظ میں اہلحدیث کانفرنس کیطرف بھی اشارہ کیا جسکی مزید تشریح مولوی ثناء اللہ صاحب نے بعد میں کردی اور فرمایا کہ جس کسی نے مفصل قواعد دیکھنے ہوں وہ مجھ سے لیکر دیکھ لے (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

امرتسر میں ایک فاحشہ کے ایک غیور دوست نے پہلے اُسکی ناک اُڑادی بعد میں قتل کرڈالا اور حوالہ پولیس ہُوا۔

سلطان المعظم نے وفدیمن کو فرمایا کہ:-

"ما بدولت نے یمن سے بدیں غرض تمکو طلب کیا تھا کہ تمہارے ملک میں جو واقعات وحالات گذر رہے ہیں اُن کی تفصیل خود تمہاری زبان سے معلوم ہو اور اپنی وفادار رعایا کی نسبت نیک نیتی اور بہی خواہی کے جو خیالات ہمارے دل میں موجزن ہیں وہ بلا واسطہ تم پر ظاہر کئے جائیں"

"ما بدولت کو اِس خبر کے سُننے سے کہ بعض باشندگان یمن نے شورش اور بغاوت اختیار کی نہائت افسوس ہُوا۔ ہماری ہرگز یہ خواہش نہیں تھی کہ مسلمانوں کا خون بہایا جائے۔ مگر بدبختی کا جو طریقہ ان ہنگامہ پردازوں نے اختیار کیا وہ بلحاظ شریعت اور قانون کے ناقابل معافی اور دین ودنیا میں اُن کے لئے نقصان اور ہلاکت کا موجب اور خدا اور رسول کی نارضامندی کا باعث تھا۔ مابدولت کی خواہش ہے کہ تم باشندگان یمن کو ہمارا اسلام پہونچاؤ اور ہماری نیک نیتی اور بہی خواہی کا اُن کو یقین دلاؤ"

"اِس بنا پر کہ ہماری دلی خواہش اپنی رعایا کی بہبودی اور آسائش کو ترقی دینا ہے ہم نے وزرا کو حکم دیا تھا کہ وہ یمن کی انتظامی اصلاحات پر ایک یادداشت تیار کریں چنانچہ اُنہوں نے جو یادداشت مرتب کی ہے وہ ہماری عین مرضی کے مطابق ہے اور اس سے اہل یمن کو ترقی کرنے اور زمانہ حال کے تمدن کی روشنی حاصل کرنے اور اُن کی جان ومال کی کامل حفاظت ہونے اور یمن کی عدالتوں اور مالی اور ملکی محکموں کے اصلاح پانے کا یقین واثق ہوتا ہے۔ مابدولت نے اِس یادداشت کے جاری کرنیکا حکم صادر کردیا ہے"

"مابدولت نے علاوہ اُن تمغوں کے جو تمہاری سینوں پر آویزاں ہیں یہ بھی حکم دیا ہے کہ بطور یادگار اِس امر کے کہ تم مرکز خلافت میں حاضر ہوئے چند نقرئی نشان بھی تمکو عطا کئے جائیں جو نشان لیاقت کے نام سے موسوم ہیں۔ تمہاری واپسی کے لئے سلطانی جہاز تیار رہے اور امید ہے کہ تم صحت اور عافیت کے ساتھ اپنے عزیز وطن میں پہونچو گے اور اپنی قوم کو مابدولت کا سلام اور پیغام پہونچاؤگے"

کلکتہ کے سادہن پریس کے کارخانے کی تلاشی لینے کے لئے سرکاری پولیس جارہی تھی کہ تیس لٹھ باز مفسدوں نے اُسپر حملہ کیا۔ دو ملزم گرفتار ہوئے جو ضمانت پر رہا ہیں اور ۱۹-اگست کو اُنکا مقدمہ پیش ہوگا۔

۴-اگست کو بمبئی میں ہز میجسٹی امیر افغانستان کی تخت نشینی کی سالگرہ نہائت دہوم دہام سے منائی گئی۔

بمبئی کے ٹون ہال میں ایک جلسہ بسرپرستی آنریبل فیروز شاہ مہتہ کلکتہ کی مشہور طوائف گوہرجان کا گانا سُننے کے لئے منعقد کیا گیا جس سے ایک یتیم خانے کی امداد مطلوب تھی۔ گوہرجان نے انگریزی۔ ہندوستانی اور مرہٹی گیت گاکر حاضرین کو محظوظ کیا اور پانسو روپیہ نقد بذات خود یتیم خانے کو دیئے۔ علاوہ اِس کر اِس جلسے کے ٹکٹوں سے پانچہزار روپیہ وصول ہُوا۔ (آثار قیامت سے ہے۔ کہ حلال اور حرام کی تیز نہ ہوگی۔)

مسٹر مارلے (وزیر ہند) نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ لاہور کے بلوائیوں کو جو سزائیں دی گئی ہیں اُن میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اِس سوال کے جواب میں کہ جو ہندوستانی تعلیم پانے کے لئے انگلستان میں آتے ہیں اُن کو باغیانہ خیالات سیکھنے کا موقع نہ دیا جائے کہا کہ اِس غرض کے لئے حال میں ایک کمیٹی قائم ہوگئی ہے۔

سر ایڈورڈ گرے نے ہوس آف کامنز میں کہا کہ مصر میں سیلف گورنمنٹ کے قائم ہونے سے جبتک کہ مصری اِس کے لئے تیار ہوں ظلم اور رشوت ستانی کا دروازہ کھل جائیگا۔ (کیسا فضول اور رکیک عذر ہے)

ہز میجسٹی امیر نے حکم دیا ہے کہ قندہار سے کابل تک موٹو کار کے قابل سڑک بنائی جائے۔

امرتسر میں تیسرے چوتھے روز عمدہ بارش ہوجاتی ہے۔

مولوی عبدالہادی صاحب ساکن بتیا اپنے لڑکے کی صحت کی دعا کے خواستگار ہیں اللھم اشف۔

ahmadimuslim.de

ایک قیمتی رائے

جناب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل اپنے اخبار گوہربار اہلحدیث مورخہ
۱۵ جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۲ کالم اوّل میں ہماری مومیائی کی تعریف میں فرماتے ہیں :-

"یہ مومیائی میں نے خود استعمال کی ہے۔ جسم اور دماغ کو طاقت بخشتی ہے۔ خصوصاً ضعف کے وقت بہت مفید ہے"

بلا مبالغہ یہ مومیائی ہر قسم کی کمزوری۔ درد کمر۔ دمہ۔ ابتدائی سل ودق۔ ضعف دماغ کیواسطے اکسیر ہے
اعلیٰ درجے کی مولد خون اور مقوی باہ ہے۔ ذائقہ خوش گوار۔ بوڑھے۔ بچے۔ جوان ہر ایک کو یکساں مفید ہے
قیمت فی چھٹانک عہ آدھ پاؤ ہے مع محصولڈاک

روغن فولاد جریان کو رفع کرتا ہے۔ ضعف جگر کو نافع ہے۔ چہرہ کا رنگ سرخ کرتا ہے۔ اعضائے رئیسہ کو طاقت بخشتا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

معجون مقوی دماغ ہر قسم کی دماغی کمزوری۔ درد سر۔ نزلہ۔ زکام۔ ضعف بصر کیواسطے مفید ہے۔ دفتروں کے کلرک۔ منشی اور سکولوں کے طلبا جنہیں دماغی طاقت سے زیادہ کام لینا پڑتا ہے۔ ضرور استعمال کریں۔ خوش ذائقہ ہے قیمت فی ڈبیہ عا

سرمہ مقوی بصر دھند۔ جالا۔ غبار کیواسطے مفید ہے۔ اسکا ہر روز استعمال کرنا بینائی کو طاقت بخشتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۲؍ مع محصول

علاوہ ازیں ہر مرض کی دوائی ہم سے مل سکتی ہے۔ مریض کو اپنی مفصل کیفیت لکھنی چاہئے +

المشتہر
مینجر دی میڈیسن ایجنسی کٹڑہ قلعہ امرتسر

کتبخانہ ثنائی امرتسر

تفسیر ثنائی اُردو :- پوری کیفیت اس تفسیر کی تو دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ ہندوستان کے مختلف حصّوں میں قبولیت کی نظر سے دیکھی گئی ہے نہایت دلپذیر طرز سے لکھی گئی ہے تفسیر کے دو کالم ہیں ایک میں الفاظ قرآنی مع ترجمہ با محاورہ کے درج ہیں دوسرے کالم میں ترجمہ لفظوں کو تفسیر میں لیکر تشریح کیگئی ہے نیچے حواشی میں مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بدلائل عقلیہ و نقلیہ دئیے گئے ہیں ایسے کہ بامد و شاید۔ تفسیر کے پہلے ایک مقدمہ ہے جسمیں کئی ایک زبردست دلائل عقلی و نقلی سے آنحضرت کی نبوت کا ثبوت دیا ہے۔ ایسا کہ مخالف کو بھی دبشرط انصاف بجز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے کے چارہ نہ ہو۔ تفسیر سات جلدوں میں ہے جنمیں سے چار جلدیں تیار ہیں۔ جلد پنجم زیر طبع ہے +

جلد اوّل سورہ فاتحہ و بقر قیمت عا۔ جلد دوم سورہ آل عمران و نسا قیمت عا

جلد سوم سورہ مائدہ انعام۔ اعراف قیمت عا۔ جلد چہارم تا سورہ نحل ۱۴ پارہ " عا

چاروں جلدوں کے ایکساتھ خریدار سے مع محصولڈاک دستے (

تقابل ثلاثہ :- توریت۔ انجیل اور قرآن کا مقابلہ صفحہ کے تین کالموں میں تینوں کتابوں کی اصلی عبارتیں منقول ہیں نیچے حواشی میں فرق بتلا کر قرآن شریف کی فضیلت بیان کی گئی ہے عیسائیوں کی بحث کا انقطاع عن فیما۔ قیمت مع محصول عصہ

الہامی کتاب :- وید اور قرآن کے الہام پر مسلمان اور آریہ عالموں کی بحث۔ بحث کیا ہے تمام مباحث کا فیصلہ ہے قرآن مجید کا الہامی ہونیکا ثبوت۔ قیمت ۱۰؍

فتوحات اہلحدیث :- چیفکورٹ۔ ہائیکورٹ۔ پنجاب۔ اودہ۔ بنگال و انگلستان میں اہلحدیثوں کی تائید میں جو فیصلے ہوئے ہیں انکو جمع کیا گیا ہے۔ قیمت ۳؍

آیات متشابہات :- اصول تفسیر اور آیات متشابہات کی تحقیق۔ قیمت ۳؍

دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی کے رسالہ متعلقہ نماز کا کامل جواب۔ قیمت ۲؍

شادی بیوگان اور نیوگ :- آریوں کی تردید میں یہ مختصر رسالہ نہایت کارآمد ہے۔ قیمت ۱؍

تہذیب :- مہذبوں کے فرائض کا بیان۔ قیمت

مینجر مطبع اہلحدیث